## سوال

باپ کا تمام جائداد اولاد میں سے کسی ایک کو ہبہ کر دینا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ پاک علماء کرام کا سایہ ہمارے سر پر سلامت رکھے آمین ۔ ایک آدمی فوت ہو گیا ہے ہلپنے والدین کی موجودگی میں وہ شادی شدہ تھا اس کی 2 بیٹیاں ہیں بس بیوی نے زندگی میں طلاق لے لی تھی والد محترم نے اس کی زندگی میں جائداد کا حصہ ہر ایک بھائی کو دے دیا کہ اپنا اپنا گھر بناؤ مگر کسی کو جائداد نام کروانے کی اجازت نہیں دی ٹوٹل 6 بھائی ہیں سب سے بڑے 2 بھائیوں نے اپنے گھر بنائے اس کے بعد تیسرے بھائی کا انتقال ہوا 2 سال بعد حضرت والد محترم رحمہ اللہ کا انتقال ہوا جائداد تقسیم کا مسئلہ درپش ہے ازراہ کرم قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں ۔

## جواب

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

1 ۔ زندگی میں اپنی جائیداد ورثا کو دے دینا تقسیمِ وراثت نہیں بلکہ ہبہ کے قائم مقام ہے، کیونکہ تقسیمِ وراثت کی شرائط میں سے ہے کہ مورّث (یعنی صاحبِ ترکہ) فوت ہو جائے ۔ لہذا اگر کوئی شخص زندگی میں اپنا مال تقسیم کر دے تو یہ ہبہ متصوّر ہو گا اگر اس میں شرعی ہبہ کے منافی کوئی کام نہ ہو ۔ 2 ۔ اگر اولاد کو ہبہ کیا جائے تو ضروری ہے کہ سب میں برابری کی جائے ۔ اولاد میں بعض کو دینا اور دوسروں کا نہ دینا یا بعض کو زیادہ اور بعض کو کم دینا ناجائز ہے، اگر ایسا ہو تو ہبہ واپس لوٹا دیا جائے گا ۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ سیدنا نعمان بن بشیر کو ان کے والد بشیر نے کچھ ہبہ کیا اور پھر اپنی بیوی کے کہنے پر رسول کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور اس پر گواہ بننے کی درخواست کی ۔ رسول کریم ﷺ نے پوچھا : « أکل ولدک نحلت مثلہ ؟ » کہ کیا تو نے اپنی باقی تمام اولاد کو بھی اسی کی مثل ہبہ کیا ہے ؟ عرض کیا : نہیں، فرمایا : « فارجعہ » کہ اس کو واپس لے لو ۔ ( صحیح البخاری : 2586 ) ہبہ کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ جسے ہبہ کیا جائے اس کے قبضے میں وہ شے دے دی جائے اس طرح کہ اسے اس میں تصرف کا مکمل حق حاصل ہو ۔ اگر یہ دونوں شرطیں پوری ہیں تو یہ ہبہ صحیح ہے یہ ترکہ میں شامل نہیں ہو گا، ورنہ اسے لوٹا کر ترکہ میں شامل کیا جائے گا اور تمام ورثا میں ان کے حصص کے مطابق تقسیم کر دیا جائے گا ۔ یہ بھی واضح نہیں ہوا کہ والد صاحب نے ہبہ کرنے کے بعد اسے اپنے نام کرانے کی اجازت کیوں نہیں دی ؟ اس صورت میں بھی اصل اعتبار ان کی نیت کا ہو گا ۔ 3 ۔ سوال سے محسوس ہوتا ہے کہ والد صاحب کی وفات کے وقت ان کے پانچ بیٹے، بیوہ اور دو پوتیاں زندہ تھے ۔ والد کی زندگی میں فوت شدہ بیٹا والد کے ترکہ کا وارث نہیں ہو گا، کیونکہ وارث کیلئے مورث کی وفات کے وقت زندہ ہونا شرط ہے ۔ اگر ان کے علاوہ اور کوئی وارث نہیں تو بیوہ کو میت کی اولاد کی موجودگی کی وجہ سے کل ترکہ کا آٹھواں (فرضی) حصہ ملے گا، فرمانِ باری ہے : فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم ۔۔۔ النساء : 12 کہ اگر تمہاری (یعنی میت کی) اولاد ہو تو ان (بیویوں) کیلئے ترکہ کا آٹھواں حصہ ہے ۔ باقی سارا مال بیٹوں میں برابر تقسیم ہو گا، پوتیاں محروم ہیں، نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے : « أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَلِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ » ۔۔۔ صحیح البخاري و مسلم ''مقرر کردہ (فرضی) حصے ان کے مستحقین (اصحاب الفرائض) تک پہنچا دو، اگر کچھ باقی بچ جائے تو وہ سارا قریبی ترین مرد رشتے دار (عصبہ) کیلئے ہے ۔'' ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتویٰ کمیٹی

محدث فتویٰ